3

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے

ماخذ: دیوانِ غالبؔ　　شاعر کا نام: مرزا اسد اللہ خان غالب　　ردیف: کیا ہے

شاعر کا تعارف: (K.B-U.B)

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اُن کے والد کا نام عبداللہ بیگ تھا جو جے پور کی ریاست میں ایک فوجی عہدے دار تھے۔ غالبؔ کے آباؤ اجداد کا تعلق سلجوق ترک خان دان سے تھا جو سمرقند سے آ کر ہندوستان میں بس گئے۔ والد اور چچا کی وفات کے بعد غالبؔ کی کفالت ننھیال میں ہوئی جہاں انھیں فراغت، خوش حالی اور آسودگی کے دن نصیب ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں غالبؔ اپنی اہلیہ امراؤ بیگم کے ساتھ آگرے سے دہلی میں منتقل ہو گئے۔ دہلی اس زمانے میں اصحابِ کمال اور علم و ادب کا مرکز تھی۔ غالبؔ کو شاعری کا بچپن ہی سے شوق تھا چناں چہ دہلی کے اس ماحول میں یہ شوق خوب پروان چڑھا۔

غالبؔ نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ اُن کی شاعرانہ عظمت کو ہر زمانے میں سبھی نے تسلیم کیا ہے۔ وہ ایک نابغہ (Genious) تھے۔ وہ ایک وسیع النظر شخص تھے۔ اُن کی شاعری میں تنوّع اور بُوقلمونی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنی جدتِ طبع، فلسفیانہ فکر اور نُدرتِ خیال کی بنا پر انھوں نے اردو شاعری کو بلند مرتبہ عطا کیا ہے۔ اُن کی غزل مضامین کی رنگارنگی، تخیل کی بلندی، معنی کی پہلوداری، نادر تشبیہات و استعارات، نئے نئے الفاظ و تراکیب، طنز و ظرافت، آفاقیت اور جدتِ ادا کی بدولت ہندوستان کی الہامی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری لکھتے ہیں:

"ہندوستان کی الہامی کتابیں دو ہیں۔ وید مقدس اور دیوانِ غالبؔ۔ لوح سے تمّت تک یہ مشکل سو صفحے ہوں گے مگر کیا کچھ ہے جو یہاں نہیں۔ کون سا نغمہ ہے جو اس کے تاروں میں خوابیدہ یا بیدار نہیں"

شاعری کے علاوہ غالبؔ کی ایک اور پہچان ان کی نثر نگاری ہے۔ ان کی یہ نثر ان کے خطوط پر مشتمل ہے جو انھوں نے مختلف اوقات میں اپنے دوست احباب کو تحریر کیے۔ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر ان خطوط نے ادب کی دنیا میں دھوم مچا دی اور "نثر" کے لیے نئی راہوں کا تعین کیا۔ اس میدان میں بھی غالبؔ نے اپنی انفرادیت کو قائم رکھا۔

غالبؔ کی اہم تصانیف میں "دیوانِ غالبؔ (اردو)"، "دیوانِ غالبؔ فارسی"، "گلِ رعنا"، "مہر نیم روز"، "دستنبو"، "قاطعِ برہان"، "لطائفِ غیبی"، "قادر نامہ"، "عودِ ہندی" اور "اردوئے معلیٰ" شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی (K.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وُسعتِ نظر	بلند خیال	بیزار	اکتایا ہوا
فنی عظمت	فن کی بلندی	مدعا	مقصد، غرض
تنوّع	قسم قسم کا ہونا	بھلا	اچھا
بُوقلمونی	رنگا رنگ، متغیر	نِثار کرنا	قربان کرنا، نچھاور کرنا
پہلوداری	کسی ایک پہلو پر	ناداں	بے وقوف، نا سمجھ
معنی آفرینی	زیادہ معنی و مطالب والے الفاظ	مُشتاق	شوق رکھنے والا، عاشق
درد	ایک کیفیت کا نام، دکھ	ماجرا	معاملہ
وفا	خلوص، خیر طلبی	درویش	خدا رسیدہ، فقیر

www.ilmkidunya.com

اشعار کی تشریح

(U.B-A.B)

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل

شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ماخذ : دیوانِ غالبؔ

شعر نمبر ا : گوجرانوالہ بورڈ G-I-2017

دلِ ناداں تجھے ہُوا کیا ہے
آخر اِس درد کی دوا کیا ہے

مفہوم : اے ناداں دل آخر تجھے لاحق مرض کی دوا کیا ہے؟

تشریح :۔

غالبؔ کی شاعری کے اسلوب میں جو خصوصیت سب سے نمایاں ہے وہ ان کا سوالیہ انداز اور لب ولہجہ ہے۔اسی طرزِ ادا سے ان کی جدّتِ طرازی، مشکل پسندی، فلسفیانہ طرزِ فکر، تینوں چیزوں کا سراغ ملتا ہے۔غالبؔ اردو کے ایسے شاعر ہیں جنھوں نے کلمات کی گہرائیوں اور لطافتوں کو شدت سے محسوس کیا۔ شامل نصاب غالبؔ کی پوری غزل یہی لب ولہجہ لیے ہوئے ہے۔جس میں لفظ ''کیا'' میں پوری غزل کی روح چھپی ہے۔

تشریح طلب شعر راہِ عشق اختیار کرنے کے بعد عاشق کے دل و دماغ کی کش مکش کا غماز ہے۔شاعر نے اپنے دل کو''نادان'' کہا ہے کیوں اس نے عشق اختیار کرنے کی نادانی کی ہے۔وہ جانتا ہے کہ راہِ عشق بڑی کٹھن ہے۔عشق کا مرض انسان کا سکھ چین چھین لیتا ہے۔مریضِ عشق کو کہیں بھی کسی پل بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔بقول شاعر:

؎ یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

اب جب دل نے عشق اختیار کر لیا ہے تو پھر دہائی کیوں دیتا پھرتا ہے۔شاعر دل کو باور کرا رہا ہے کہ اس مرض کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔بل کہ یہ دَرد تو بڑھتا ہی جاتا ہے۔

؎ مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

غالبؔ کے اشعار اپنے اندر معنوں کی بڑی تہیں رکھتے ہیں۔اگر پہلے مصرعے پر زور دیں تو بات کچھ یوں واضح ہوتی ہے کہ'' تجھے ہوا ہی کیا ہے کہ تُو پریشان ہے''۔ تجھے کوئی ایسا مرض لاحق نہیں ہوا ہے جس کا علاج کیا جا سکے تو بے چین و بے قرار مت ہو۔

شعر کو ان معنوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ شاعر کی ذہنی سطح اس مقام تک لے آئی ہے کہ اُسے دل کی بے چینی و بے قراری کی کیفیت کی سمجھ ہی نہیں آ رہی۔وہ مجبور ہو کر دل سے پوچھتا ہے کہ'' تجھے کیا ہو گیا ہے'' کچھ سمجھ آئے تو اس کی دوا کریں۔تمھاری بیماری تو سمجھ سے بالا تر ہے۔اب تم ہی بتاؤ کہ اس کا علاج کیوں کر ہو سکے۔بقول شاعر:

؎ درد ہو دل میں تو دوا کیجئے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجئے

غرض یہ کہ تشریح طلب شعر غالبؔ کی پہلو دار شاعری کی عُمدہ مثال ہے اس کو جس موڈ اور جس رنگ میں پڑھیں گے الگ ہی معنی ہوں گے۔شعر سہلِ ممتنع کی بھی عمدہ مثال ہے۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۲: گوجرانوالہ بورڈ G-II-2017

ہم ہیں مُشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل
شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ
ماخذ : دیوانِ غالبؔ

مفہوم : یاالٰہی یہ کیا معاملہ ہے کہ ہم ان کے دیدار کے جتنے مُشتاق ہیں وہ ہم سے اتنا ہی بیزار ہیں۔

تشریح :۔

تشریح طلب شعر محبوب کی بے التفاتی کا موضوع لیے ہوئے ہے۔ شاعر نے محبوب کے رویے کی محبوب کی بجائے اللہ سے شکایت کی ہے۔ عام طور پر انسان اگر اپنے مسائل کے حل میں خود ناکام رہے تو دوستوں یاروں اور رشتے داروں سے رابطہ کرتا ہے۔ اگر تب بھی ناکام رہے تو تقدیر سے شکوہ کرتا ہے۔ تشریح طلب شعر کو اگر ان معنوں میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اپنے محبوب کی خوشنودی پانے اور اُسے نظرِ کرم کرنے پر راضی کرنے کے لیے طرح طرح کے جتن کر چکا ہے مگر اس کی ہر تدبیر کا جواب الٹ ہی ملتا رہا۔ اب اللہ سے شکوہ کر رہا ہے کہ محبوب جواب کیوں نہیں دیتا۔ میں اس کے قرب کا جس قدر اشتیاق رکھتا ہوں وہ اسی قدر مجھ سے بیزاری محسوس کرتا ہے۔ میری محبتوں کا اس پر اثر ذرا بھر بھی نہیں ہوتا۔ بقول شاعر:

؎ اثر اس پر ذرا نہیں ہوتا
رَنج رَاحت فزا، نہیں ہوتا

انسانی فطرت ہے کہ وہ محبت کا جواب محبت سے چاہتا ہے یا یوں سمجھیے کہ وہ اپنی تمام تر نیکیوں اور اچھائیوں کو سراہے جانے کا مُتقاضی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راہِ عشق میں محبوب کی چاہت اور خوشنودی پانے کے لیے وہ جس قدر جتن کرتا ہے اسی قدر محبوب سے صلہ پانے کی توقع بھی رکھتا ہے۔ محبوب سے صلہ کی شکل اس کا قُرب اور اس کا التفات ہی ہو سکتا ہے۔ بقول شاعر:

؎ الفت کا مزہ تب ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

حقیقت یہ ہے کہ عاشق محبوب کے حسن و خوبی کی ایک جھلک دیکھ کر اگر اس پر فریفتہ ہوتا ہے تو محبوب اپنے عاشق کی اس وارفتگی کو بڑھاوا بھی دیتا ہے۔ کہیں نہ کہیں اس کی محبت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور جب عاشق کو دیدار کی پیاس جاں بلب کیفیت تک لے آتی ہے تب محبوب اُس کے صبر کا امتحان لینے کے لیے اُسے فراق میں رکھتا ہے۔ ایسے میں عاشق کے لیے محبوب کی بے زاری اس کی سمجھ عقل سے بالاتر ہے۔

؎ آئینہ سوچ میں ہے کون سا منظر دیکھے
تجھ کو دیکھے کہ تیرے ہاتھ کا پتھر دیکھے

الغرض فکر و فن کے لحاظ سے شعر غالبؔ کی پہلوداری کی عُمدہ مثال ہے۔ مشتاق اور بے زار جیسے الفاظ سے شاعر نے تضاد کا حُسن بھی پیدا کیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۳:

میں بھی مُنھ میں زباں رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل

شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ماخذ : دیوانِ غالبؔ

مفہوم : اے محبوب! کاش کہ تم مجھ سے میرے بارے میں گفت گو کرو۔

تشریح :۔

غالبؔ کی شاعری کے تقریباً ایک تہائی اشعار ایسے ہیں جو بادی النظر میں کچھ اور معنی و مفہوم رکھتے ہیں مگر غور فکر کے بعد ایک دوسرے نہایت لطیف معنی سمجھ میں آتے ہیں شامل نصاب شعر اس کی عُمدہ مثال ہے۔

تشریح طلب شعر کے جو پہلے معنی سمجھ میں آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ شاعر محبوب سے گُفت گو کرنے اس سے حالِ دل کہنے کا خواہش مند ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ محبوب اُس کی حوصلہ افزائی کرے اور وہ اپنے دل کی بات کہ دے۔ مگر محبوب ایسا کوئی موقع نہیں دے رہا۔ وہ روایتی محبوب کی طرح اپنے عاشق کو ستاتا رہا ہے۔ اس پر زباں بندی کا حکم لگا رکھا ہے۔ شاعر مجبور ہو کر کہتا ہے:

؎ یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عاشق اپنے محبوب سے اس بات کا گلا کر رہا ہے کہ تم میرے بارے میں براہِ راست مجھ سے ہی گُفت گو کیوں نہیں کر لیتے۔ میرے بارے میں جو تم کبھی اس سے اور کبھی اُس سے دریافت کرتے ہو یہ بری بات ہے۔ میرے بھی مُنھ میں زبان ہے۔ میں بھی قوتِ گویائی رکھتا ہوں تمھاری باتوں کا جواب دے سکتا ہوں۔ اے محبوب کاش کہ تم مجھ سے ہی پوچھ لو۔ تاکہ ادھر اُدھر کے لوگوں کی باتوں کی وجہ سے تعلق خراب نہ ہو۔

؎ غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا ، کچھ ہم سے سنا ہوتا

الغرض شعر کے پہلے مصرعے میں غالبؔ کی اِنَانیت کا پہلو بھی جھلکتا ہے۔ اور دوسرے مصرعے میں ''کاش'' کے الفاظ سے عاشق کی عاجزی اور بے بسی بھی نظر آتی ہے۔ شعر غالبؔ کی پہلو دارانہ شاعری کی عُمدہ مثال ہے۔

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۴: لاہور بورڈ G-II-2017

ہم کو ان سے ہے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے، وفا کیا ہے

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل
شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ
ماخذ : دیوانِ غالب

مفہوم : ہم ان سے وفاداری کی امید رکھتے ہیں جو ’’وفا‘‘ کے معنی تک نہیں جانتے۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر کا موضوع ’’وفاداری‘‘ ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جس کی چاہت خالق اور مخلوق میں یکساں موجود ہے۔ زندگی میں انسان ہر رشتے سے وفا کا متقاضی ہوتا ہے۔ جہاں تک عشق و محبت کا تعلق ہے، یہ تو اُستوار ہی اسی جذبے پر ہے۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کی توقع رکھتا ہے اگر یہ توقع پوری نہ ہو تو انسان کی شخصیت خلا کا شکار ہو جاتی ہے۔ بقول شاعر:

؎ تمھیں تو اپنی وفاؤں کی خوب داد ملی
مری وفاؤں کا مجھ کو کوئی صلہ نہ ملا

شعر کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ شاعر کا محبوب اپنی طبیعت میں بے وفا ہے۔ وہ وفاداری کے معنی تک نہیں جانتا، محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا۔ اپنے عاشق پر التفات نہیں کرتا اور عاشق کی بجائے رَقیب کو اپنی بزم میں بلاتا ہے۔ ایسے میں شاعر خود پر ہنستے ہوئے کہتا ہے کہ ہماری نادانی دیکھو کہ ان سے وفا کی امید لگائے بیٹھے ہیں جو وفا کے معنی بھی نہیں جانتے۔ بقول شاعر:

؎ آگہی کرب، وفا صبر، تمنا احساس
میرے ہی سینے میں اترے ہیں یہ خنجر سارے

یا

؎ ان وفاداری کے وعدوں کو الٰہی کیا ہوا
وہ وفائیں کرنے والے بے وفا کیوں ہو گئے

شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاعر کے بقول ہم کتنے ناسمجھ ہیں کہ ایسے معصوم لوگوں سے وفا کی توقع لگائے بیٹھے ہیں جو وفا کے معنی و مفہوم تک سے آگاہ نہیں ہیں۔ وفا اور جفا میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایک امید ہے کہ اپنی لاعلمی اور معصومیت میں وہ کسی دن ہماری محبت کا جواب اِلتفات سے دے دیں۔

؎ ان کی جفاؤں پر بھی وفا کا ہوا گماں
اپنی وفاؤں کو بھی فراموش کر دیا

شعر کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شاعر زمانے کے باقی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم لوگ جسے بے وفا کہتے ہو، تمھارے نزدیک جس شخص کو وفا کے معنی تک نہیں معلوم، مجھے اُسی سے وفاداری کی امید ہے۔ کیوں کہ مجھے اپنی ’’وفا‘‘ پر بھروسا ہے کہ محبوب ’’میری‘‘ وفا کا جواب ضرور دے گا۔ دیکھنا جسے تم مہر و محبت سے عاری سمجھتے ہو اس پر میری محبت اثر ضرور کرے گی۔

؎ بہت مشکل زمانوں میں بھی ہم اہلِ محبت
وفا پر عشق کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں

یا

؎ آزما لو کہ دل کو چین آئے
یہ نہ کہنا کہ کہیں وفا ہی نہیں

بحیثیت مجموعی شعر فکر و فن کے لحاظ سے غالب کے اِستفہامیہ انداز کی خوب صورت مثال ہے۔ لفظ ’’وفا‘‘ کی تکرار نے شعر کے صُوتی آہنگ کو بڑھا دیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

شعر نمبر ۵:

ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہو گا
اور درویش کی صدا کیا ہے

حوالۂ شعر:۔

صنفِ سخن : غزل
شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ
ماخذ : دیوانِ غالبؔ

مفہوم : مجھ درویش کا پیغام بس یہی ہے کہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو تاکہ تمھارے ساتھ بھی بھلائی ہو۔

تشریح :۔

غالبؔ جیسے عظیم شاعر کی عظمت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔ وہ ایک نابغہ تھے۔ جنھوں نے اپنی جدّتِ طبع، نُدرتِ خیال، فلسفیانہ اور حکیمانہ فکر کی بنا پر اردو شاعری میں بلند مقام حاصل کیا۔ وہ نہ صرف اپنے اندازِ بیان بلکہ مضامین خیال کے لحاظ سے بھی منفرد حیثیت کے حامل ہیں ان کی معمولی سے معمولی بات میں بھی کوئی نہ کوئی حقیقت اور حکیمانہ فکر چھپی ہوتی ہے۔

تشریح طلب شعر اس کی عُمدہ مثال ہے۔ جس میں شاعر نے معروف ضرب المثل ''احسان کا بدلہ احسان'' کو موضوع بنایا ہے۔

باز آ جاؤ ظلم سے ہمدم
ورنہ اک روز حشر کا بھی ہے

دنیا مکافاتِ عمل ہے اور یہ اس کی بڑی حقیقت ہے کہ انسان اس میں دوسروں کے ساتھ جس طرح کا رویہ رکھتا ہے ردِعمل میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک رکھا جاتا ہے۔ یوم آخرت میں بھی میزان میں سب سے بھاری انسان کے اخلاق ہوں گے۔ خواجہ میر درد نے انسان کی تخلیق کا مقصد ہی ''دردِ دل'' کو قرار دیا ہے کہتے ہیں:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

بقول حالی!

وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا
خلائق سے ہے جس کو رشتہ وِلا کا

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

دوسروں کا بھلا چاہنے کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان انھیں اچھے کام کرنے پر ابھارے۔ خاص طور پر ایسے لوگ جن سے انسان بے پناہ محبت کرتا ہو۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے غالبؔ کے اس شعر کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ تمام لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں تاکہ اُن کے ساتھ بھی بھلائی ہو۔

شعر کے پوشیدہ معنی یہ ہیں کہ شاعر دراصل اپنے محبوب کو اپنے سے نرمی اور بھلائی سے پیش آنے کے لیے قائل کر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں لہٰذا تمھارے ساتھ کچھ بُرا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے تمھیں اپنے رویے سے باز آنے کی تلقین کر رہا ہوں تم دوسروں کے ساتھ

www.ilmkidunya.com

اچھائی سے پیش آؤ تا کہ تمھارے ساتھ بھی اچھا ہو۔ چھپے لفظوں میں شاعر نے محبوب کو اپنے ساتھ بھلائی کرنے کا کہا ہے یا اسے یہ یاد کرایا ہے کہ زمین پر تم ہمارے ساتھ اگر نرم رویہ نہیں رکھو گے۔ اپنی جفاؤں سے باز نہیں آؤ گے اور محبت سے بات نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ اک روز حشر کا بھی ہے۔

جگر مرادآبادی کہتے ہیں۔

؎ جگر کا ہاتھ ہو گا حشر میں اور دامنِ حضرت
شکایت ہو کہ شکوہ جو بھی ہو گا بر ملا ہو گا

بحیثیتِ مجموعی شعر غالبؔ کی جِدّتِ ادا اور حکیمانہ فکر کا آئینہ دار ہے۔ شعر صنعتِ تکرار کے باوجود سہلِ مُمتنع کی بھی عمدہ مثال ہے۔

شعر نمبر ۶:

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے!

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل
شاعر کا نام : مرزا اسد اللہ خان غالبؔ
ماخذ : دیوانِ غالبؔ

مفہوم : میں دعا کرنے کا معنی تو نہیں جانتا ہاں تم پر اپنی جان قربان کر سکتا ہوں۔

تشریح :۔

مرزا غالبؔ کے ہاں صرف مضامین ہی اچھوتے اور نرالے نہیں ہیں بلکہ ان کا بات کہنے کا انداز اور اسلوب بھی انوکھا ہے۔ وہ منفرد خیالی کو منفرد انداز میں نظم کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے پرانے خیال کو ادا کیا بھی تو اس انداز میں کہ وہ بالکل اچھوتا اور نیا لگے۔ تشریح طلب شعر اس کی خوب صورت مثال ہے۔

محبوب پر ''جان نچھاور کرنا'' شاعروں کا پسندیدہ موضوع ہے۔

بقول اختر شیرانی:

؎ ایمان و جان نثار تری اک نگاہ پر
تو جان آرزو ہے تو ایمان آرزو

لیکن غالبؔ نے اس سے بھی اچھوتا انداز اختیار کیا ہے اور دعا سے بڑھ کر عملی قربانی کی بات کی ہے۔ فطرت انسانی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے پیاروں کی جان کی حفاظت اور مصائب و تکالیف سے بچاؤ کے لیے دعائیں بھی کرتا ہے اور صدقات بھی دیتا ہے ''کیوں کہ صدقہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے''۔ محبت کا بڑے سے بڑا دعوے دار بھی صدقہ کے طور پر مال و مَتَاع ہی دیتا ہے۔ مگر شاعر کہتا ہے کہ اے محبوب میں تو تم پر اپنی جان نچھاور کرتا ہوں۔ کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مال کا صدقہ مال اور جان کا صدقہ جان ہے۔ پس تمھاری بلائیں بھی اپنے سر لینے کو تیار ہوں اور تمھیں ہر بلا سے محفوظ کرنے کے لیے ہماری جان بھی حاضر ہے۔ دراصل شعر میں محبوب سے گہری وابستگی کا اظہار ہے کہ محبوب کی زندگی اور خوشیاں ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بقول شاعر:

؎ آپ سے عقیدت ہے یا خدا نہایت ہے
آپ سے محبت ہی زندگی کی چاہت ہے

شعر کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شاعر محبوب سے مخاطب ہوکر کہہ رہا ہے کہ میں اللہ سے ہرگز یہ دعا نہیں کروں گا کہ وہ تمھیں میری محبت کی طرف مائل کردے بلکہ میں تیری خوشی پر سرِ تسلیم خم کروں گا۔ میں ایک سچا عاشق ہوں اور مرضی محبوب کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔

ہم بکنے چلے آئے ہیں سرِ بازار میں لیکن
کب دیکھیے ہو پائیں خریدار کے قابل

مختصراً یہ کہ شعر کی انفرادیت اور جدّت کا آئینہ دار ہے۔

شعر ۷۔

میں نے مانا کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

حوالۂ شعر:۔

صنف سخن : غزل
شاعر کا نام : مرزا اسداللہ خان غالبؔ
ماخذ : دیوانِ غالبؔ

مفہوم : اے محبوب! اگرچہ تمھارے لیے غالبؔ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے لیکن اس کی مفت کی خدمات کو سراہنے میں بھلا کیا برائی ہے۔

تشریح:۔

غالبؔ ہر دور کے اہم شاعر ہیں۔ ان کی اردو غزلیں مضامین کی رنگارنگی، تخیل کی بلندی، آفاقیت اور جدّتِ ادا کی بدولت اعلیٰ پائے کی ہے۔ ان کی یہ غزل سہلِ ممتنع کی عمدہ مثال ہے جس میں انھوں نے اِستفہام کے استعمال سے کلام میں اثر و تاثیر اور حُسن و دل کشی پیدا کی ہے۔

تشریح طلب شعر میں غالبؔ اپنے محبوب کو یہ باور کراتے ہیں کہ اس کی نظر میں اگرچہ ان کی کوئی وُقعت نہیں ہے لیکن اگر وہ مفت میں پوری عمر خدمت گزاری میں رہیں تو ان کی خدمات کو سراہنے میں محبوب کو کوئی برائی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ دراصل غالبؔ اپنے محبوب سے بے پناہ عشق کرتے ہیں۔ عشق کا پہلا مطالبہ محبوب کا قُرب ہوتا ہے۔ اس قرب کے حصول کے لیے عاشق طرح طرح کی آزمائشوں سے گزرتا ہے۔ حتٰی کہ اسے محبوب کا خدمت گزار بننا بھی منظور ہوتا ہے۔ اس لیے غالبؔ محبوب کو یہی کہتے ہیں کہ وہ مفت میں اس کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں اور ہمیشہ بے لوث اور بے صلہ خدمت میں رہنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی مطالبہ ہے تو فقط اتنا کہ محبوب ان کی اس خدمت کو بے کار اور بے سُود نہ سمجھے بلکہ ان کی اس پیش کش کا اِعتراف کرے۔ بقول شاعر:

؎ وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے
مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

لیکن محبوب کا رویہ مالِ مفت دل بے رحم کے مُصدّاق ہے اور وہ غالبؔ کی خدمات کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ اس کے برعکس غالبؔ اس بات پر قائم ہیں کہ محبوب ان کی مخلصی اور وفاداری کو پہچانے اور اپنے رویے میں نرمی پیدا کرے۔ بقول ناصر کاظمی:

؎ قہر سے دیکھ نہ ہر آن مجھے
آنکھ رکھتا ہے تو پہچان مجھے

www.ilmkidunya.com

مشقی سوالات

(U.B-A.B)

سوال نمبر ۱۔ مختصر جوابات دیں۔

(الف): شاعر کو کن سے وفا کی امید ہے؟

جواب: **شاعر کی امید**

شاعر کو ان سے وفا کی امید ہے جو 'وفا' کا معنی و مفہوم بھی نہیں جانتے ہیں یعنی شاعر اپنے حد درجہ بے وفا محبوب سے وفا کی توقع کرتا ہے۔

(ب): شاعر نے کسے ناداں کہا ہے؟

جواب: **شاعر کے نزدیک نادان**

شاعر نے اپنے دل کو نادان کہا ہے۔ اور اس سے دریافت کیا ہے کہ آخر اُسے کون سا مرض لاحق ہو گیا ہے جس کا علاج نہیں ہو رہا۔

(ج): کون مشتاق ہے اور کون بے زار؟ لاہور بورڈ G-II 2014

جواب: **مشتاق و بیزار**

غالبؔ کے بقول عاشق یعنی شاعر مشتاق ہے اور اس کا محبوب اس سے بے زار ہے۔

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے

(د): درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟ گوجرانوالہ بورڈ G-I 2016

جواب: **درویش کی صدا**

درویش کے لب پر یہ صدا ہے کہ دوسروں سے بھلائی کیا کرو تا کہ خدا تمھارے ساتھ بھلائی کرے۔

(ہ): غالبؔ نے مقطع میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟

جواب: **شاعر کی قیمت**

غالبؔ نے مقطع میں محبوب کو اپنی کوئی قیمت نہیں بتائی ہے یعنی انھوں نے خود کو محبوب کی خدمت میں بالکل مفت پیش کیا ہے۔

(و): مرزا غالبؔ کی تصانیف کے نام لکھیں؟

جواب: **غالبؔ کی تصانیف**

مرزا غالبؔ کی تصَانیف حسب ذیل ہیں:

دیوانِ غالبؔ (اردو)، دیوانِ فارسی، گلِ رعنا، مہرِ نیمروز، دستنبو، قاطع برہان، لطائفِ غیبی، قادر نامہ، عُودِ ہندی اور اُردوئے معلیٰ

(ز): کنایہ سے کیا مراد ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

جواب: **کنایہ سے مراد**

کنایہ کے لغوی معنی ''چھپی ہوئی بات کرنے'' کے ہیں۔ اصطلاح میں کنایہ ایسے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو مجازی یا غیر حقیقی معنوں کے لیے استعمال کیے جائیں۔ کنایہ کے مجازی معنی لغوی معنی سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر یہ تعلق تشبیہ کا نہیں ہوتا۔

مثالیں:

۱۔ اس کو کالے نے کاٹا۔ کالا یہاں سانپ کا کنایہ ہے۔
۲۔ اپنے سفید بالوں کا کچھ خیال کرو۔ سفید بال یہاں بڑھاپے کے لیے کنایہ ہیں۔
۳۔ وہ بڑا تنگ دل ہے۔ تنگ دل یہاں گھٹیا اور کنجوس آدمی کے لیے کنایہ ہے۔

www.ilmkidunya.com

(ح): سہلِ ممتنع سے کیا مراد ہے؟ (U.B-A.B)

جواب: سہلِ ممتنع

چھوٹی بحر میں بڑی بات کہہ جانا یا ایسی بات کہنا جس کے معنی بظاہر سادہ ہوں لیکن غور کرنے پر زیادہ وُسعتِ نظر آئے، سہلِ ممتنع ہے۔ جیسے:

شہر میں شور ، گھر میں تنہائی
دل کی باتیں کہاں کرے کوئی

سوال نمبر۲۔الفاظ کے معانی لکھیں۔ (U.B-A.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دلِ ناداں	بے وقوف دل	بیزار	لاتعلق، ناخوش، ناراض، پریشان
مُشتاق	شوق رکھنے والا	ماجرا	معاملہ
مدعا	مقصد مطلب، مراد، غرض، خواہش	صَدا	آواز، پکار

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ ک متضاد لکھیں۔ (U.B-A.B)

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
نادان	دانا، عقل مند، عاقل	نیکی	بدی
دن	رات	موت	زندگی
آزاد	غلام		

سوال نمبر۴۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کر کے لکھیں۔ (U.B-A.B)

مذکر: دل، مدعا، ماجرا

مؤنث: صدا، جان، دعا

کثیر الانتخابی سوالات

(U.B-A.B)

1۔ مرزا غالبؔ کا سنہ پیدائش ہے:

(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۷۹۷ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

2۔ مرزا غالبؔ کا سنہ وفات ہے:

(A) ۱۸۶۹ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

3۔ مرزا غالبؔ کے والد کا نام تھا:

(A) سعادت علی (B) مرزا عبداللہ بیگ (C) خواجہ علی بخش (D) میر علی متقی

4۔ غالبؔ پیدا ہوئے:

(A) لکھنؤ میں (B) دلی میں (C) آگرہ میں (D) فیض آباد میں

www.ilmkidunya.com

5۔ غالبؔ کے والد جب ایک لڑائی میں مارے گئے تو غالبؔ کی عمر تھی:

(A) تین سال (B) چار سال (C) پانچ سال (D) سات سال

6۔ والد کے انتقال کے بعد مرزا کی پرورش کی:

(A) خواجہ علی بخش نے (B) سید امان اللہ (C) نصر اللہ بیگ نے (D) عبدالصمد نے

7۔ نصر اللہ بیگ کا غالبؔ کے ساتھ رشتہ تھا:

(A) چچا تھے (B) ماموں تھے (C) تایا تھے (D) خالو تھے

8۔ نصر اللہ بیگ ملازم تھے:

(A) انگریزی فوج میں (B) ہندو فوج میں (C) ہندوستان کی فوج میں (D) سکھ فوج میں

9۔ مرزا غالبؔ کس کے ہمراہ دِلّی آئے؟

(A) والد (B) والدہ (C) چچا (D) استاد صاحب

10۔ مرزا غالبؔ نے بچپن میں تعلیم حاصل کی:

(A) عبدالصمد سے (B) نصر اللہ بیگ سے (C) والد سے (D) شیخ معظم سے

11۔ مرزا غالبؔ نے فارسی میں مہارت حاصل کی:

(A) عبدالصمد سے (B) نصر اللہ بیگ سے (C) والد سے (D) شیخ معظم سے

12۔ مرزا غالبؔ کی شادی نواب الٰہی بخش معروف کی بیٹی سے کس عمر میں ہوئی؟

(A) بارہ سال (B) تیرہ سال (C) پندرہ سال (D) سولہ سال

13۔ غالبؔ کو پنشن ملتی تھی جس کے اضافے کے لیے انھوں نے سفر کیا:

(A) کلکتہ کا (B) دہلی کا (C) آگرہ کا (D) لکھنؤ کا

14۔ غالبؔ نے بادشاہ کی ملازمت اختیار کی:

(A) ۱۸۳۰ء میں (B) ۱۸۴۰ء میں (C) ۱۸۴۵ء میں (D) ۱۸۵۰ء میں

15۔ نواب یوسف علی خاں والئ رام پور نے غالبؔ کا ماہوار وظیفہ مقرر کیا:

(A) پچاس روپے (B) سو روپے (C) ڈیڑھ سو روپے (D) دو سو روپے

16۔ غالبؔ دفن ہیں۔

(A) دلی میں (B) آگرہ میں (C) لکھنو میں (D) کلکتہ میں

17۔ غالبؔ کی ہمہ گیر شخصیت کی طرح ان کی شاعری میں بھی بڑا تنوّع اور ________ پائی جاتی ہے:

(A) بوقلمونی (B) رنگارنگی (C) عظمت (D) وسعت

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

18۔ غالبؔ کی تصنیف نہیں ہے:

(A) گلِ رعنا (B) دستنبو (C) قادر نامہ (D) نکات الشعرا

19۔ غالبؔ کی تصنیف نہیں ہے:

(A) مہرِ نیمروز (B) قاطع برہان (C) لطائفِ غیبی (D) ذکرِ میرؔ

20۔ غالبؔ کی تصنیف ہے:

(A) محامدِ خاتم النبین ﷺ (B) مرآۃ الغیب (C) عودِ ہندی (D) نکات الشعرا

21۔ آخراس ___ کی دَوا کیا ہے

(A) درد (B) غم (C) عشق (D) محبت

22۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ _____ گوجرانوالہ بورڈ G-II-2014

(A) آزاد (B) بیزار (C) طلب گار (D) شاہ کار

23۔ کاش پوچھو کہ _____ کیا ہے

(A) مدعا (B) غرض (C) مطلب (D) مقصد

24۔ ہم کو ان سے _____ کی ہے اُمید گوجرانوالہ بورڈ G-II-2016

(A) محبت (B) وفا (C) عشق (D) دعا

25۔ ہاں بھلا کر تیرا _____ ہو گا

(A) بھلا (B) اچھا (C) بہتر (D) وفا

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

D	10	B	9	A	8	A	7	C	6	C	5	C	4	B	3	A	2	B	1
C	20	D	19	D	18	A	17	A	16	B	15	D	14	A	13	B	12	A	11
										A	25	B	24	A	23	B	22	A	21

www.ilmkidunya.com